ردِ بدعاتِ محرم

(فتاویٰ رضویہ شریف کی روشنی)

مؤلف: مفتی محمد رضا مرکزی

ماہ محرم الحرام میں جاری انگنت بدعات کے رد کی طرف راہ یاب
کرتا ہوا رسالہ

ردِ بدعاتِ محرم

(فتاوی رضویہ شریف کی روشنی)

---مؤلف---

مفتی محمد رضا مرکزی

مدرس الجامعۃ القادریہ نجم العلوم، مالیگاؤں

ناشر

البرکات فاؤنڈیشن مالیگاؤں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
محرم
باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت
کس زباں سے ہو بیانِ عز و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفے ہے مدح خوانِ اہل بیت
خاکپائے اہل بیت
محمد رضا مرکزی
مالیگاؤں

ردِ بدعاتِ محرم

محمد رضا مرکزی، الجامعۃ القادریہ نجم العلوم، مالیگاؤں

دنیائے اسلام میں ایسی شخصیتوں کی کمی نہیں جنہوں نے اپنے علم وعقل اور بصیرت سے ساری دنیا کو مستفیض فرمایا اور متحیر کیا ہے۔ ابن سینا، عمر خیام، امام رازی، امام غزالی، البیرونی، فارابی، ابن رشد وغیرہ وہ شخصیتیں ہیں جن کے علمی کارناموں پر رہتی دنیا تک فخر کیا جائے گا، ان میں سے کوئی فلسفہ وحکمت کا امام ہے۔ کوئی ریاضی و ہیت کا، کوئی فلسفہ اخلاق کا، اور کوئی فلسفہ یونان کا، لیکن سب سے زیادہ حیرت انگیز شخصیت سرزمین ہند میں ہوئی وہ ذات ستودہ والاصفات "امام احمد رضا" (ولادت: ۱۴ جون ۱۸۵۶ء، ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ اور وفات: نومبر ۱۹۲۱ء، ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ) کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

ذیل میں دنیائے اسلام کے بطل جلیل، چودھویں صدی کے مجدد اعظم، معمار قوم وملت اسلامیہ، فقیہ اعظم عالم اسلام یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات پر کچھ عرض ہے۔ کیونکہ آپ توحید ورسالت کے حقیقی علمبردار اور اسلام کی صحیح ترین تصویر یعنی مقدس حنفیت کے سرگرم مبلغ و بیباک ترجمان تھے۔ مگر افسوس کہ سنیوں نے اپنے اس محسن کے علمی کارناموں کو نہ کما حقہ محفوظ کیا اور نہ دنیا والوں کو اس نابغہ عصر کی علمی عظمت سے آشنا کرانے کی زحمت ہی گوارا کی۔ دوسری طرف مخالفین نے اس آسمان علم وعرفاں کی طرف دھول اڑانے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ مذکورہ حقائق کے باوجود امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا نام علمی کارناموں کی وجہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

مولانا عبدالحکیم شاہجہاں پوری تحریر فرماتے ہیں کہ "امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی نظریات کی پیوندکاری کرنے والوں سے جہاد کیا نیز علمائے حق اور علمائے سوء میں پہچان کرائی اور ایسے "مصلحین" کے تعاقب میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے جنھوں نے

نئے نئے فرقے بنا کر مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا اور جو بات بات پر سچے اور پکے مسلمانوں کو بھی مشرک اور بدعتی وغیرہ ٹھہراتے رہتے تھے"۔

(امام احمد رضا کی فقاہت، مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری)

اگر امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی تمام کتابوں کا مطالعہ تعصب کو بالائے طاق رکھ کر کیا جائے تو بے ساختہ زبان سے یہی جملہ نکلے گا کہ "اس شخصیت کو دنیا میں جاری "بدعات و منکرات" کو روکنے ہی کے لئے بھیجا گیا تھا"۔ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے امت مسلمہ کے اعمال کی اصلاح کے لئے پوری زندگی صرف کردی۔ اور آپ کی تعلیمات دور حاضر کے جملہ مسلمانان عالم کے لئے مشعل راہ اور لائق تقلید ہے۔ افسوس اس بات پر ہے کہ آج ہم ان تعلیمات پر عمل نا کرکہ مخالفین کو بولنے کا موقع فراہم کر رہے ہیں۔

وہ تعلیمات کیا ہیں ملاحظہ فرمائیں اور اس پر خود کو، اپنے گھر والوں کو، پڑوسیوں کو، اپنے اعزاء و اقرباء کو عمل کے لئے تیار کریں۔ انشاء اللہ برکت الٰہی کا نزول ہوگا۔

ان تعلیمات میں سے "ماہ محرم الحرام" میں ہونے والی ان گنت بدعات وخرافات کا رد بلیغ بھی شامل ہے۔ ملاحظہ کریں۔

"العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ"

کی روشنی میں۔۔

امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ

"اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الھند و بیان شھادۃ (۱۳۲۱ھ)"

(ہندوستان میں تعزیہ داری اور بیان شہادت کے احکام سے متعلق بلند پایہ فوائد)

اور آپ کے فتاوٰے و تصانیف میں سے کچھ بدعات جو موجودہ زمانے میں بھی بڑی زور وشور سے جاری و ساری ہے ان کا ذکر و رد دونوں نظر نشین فرمائیں۔

آپ کی بارگاہ میں تعزیہ کے متعلق سوال ہوا تو جواباً فرمایا۔

تعزیہ داری کا کیا حکم ہے؟

الجواب: تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پرنور شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علٰی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیر ہا ہر غیر جاندار کی بنانا، رکھنا، سب جائز، اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہوکر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز، جیسے صدہا سال سے طبقۃً فطبقۃً ائمہ دین وعلمائے معتقدین نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشباہ ہو۔ امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے۔

ہمارا رسالہ شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ دیکھئے صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب وآلہ وبارک وسلم۔

مگر جہال بیخرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الاماں الاماں کی صدائیں آئیں، اول تو نفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی تراش نئی گھڑت جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق، پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت، اشاعت غم کے لئے ان کا گشت، اور ان کے گرد سینہ زنی، اور ماتم سازشی کی شور افگنی، کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کررہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی ان مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علٰی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل، اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریاء وتفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ

بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الہی کی بے ادبی ہوتی ہے پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں، اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے جنازے ہیں، کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالٰی صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے، آمین! اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے، ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب و محبوب تھا اور اگر نظر شوق و محبت میں نقل روضہ انور کی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم و تصنع الم و نوحہ زنی و ماتم کنی و دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلاء بدعات کا اندیشہ ہے،

اور حدیث میں آیا ہے: اتقوا مواضع التھم [1] (تہمت کے مواقع سے بچو۔)

([1] کشف الخفاء، حدیث ۸۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱/ ۳۷)

(اتحاف السادۃ، کتاب عجائب القلب، بیان تفصیل مداخل الشیطان الی القلب، دار الفکر بیروت ۷/ ۲۸۳)

اور وارد ہوا: من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التھم [2] جو شخص اللہ تعالٰی اور

آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہر گز تہمت کے مواقع میں نہ ٹھہرے۔
(۲۔ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوۃ باب ادراک الفریضۃ، نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۲۴۹)
لہٰذا روضہ اقدس حضور سید الشہداء رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرت کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضہ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پر نور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علی من اتبع الھدی، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا پڑھنا

کیا ارشاد ہے علمائے دین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب: شہادت نامے نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں، ایسے بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ، اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام و ناجائز ہے، خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہو جن سے عوام کے عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے، ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔
علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں: قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایۃ ا۔ امام غزالی وغیرہ نے فرمایا کہ واعظ کے لئے حرام ہے کہ وہ شہادت حسنین کریمین اور اس کے بے سروپا واقعات لوگوں کو سنائے الخ (ا۔ الصواعق

المحرقة ، الخاتمة فی بیان اعتقاد اہل السنة، مکتبہ مجیدیہ ملتان ، ص ۲۲۳)

پھر فرمایا: ماذکرہ من حرمۃ روایۃ قتل الحسین ومابعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص بخلاف مایفعلہ الوعاظ الجھلۃ فانھم یأتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا ولایبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ ۲؎ الخ۔

امام حسین کی شہادت اور اس کے بعد کے واقعات کی روایات کا حرام ہونا جو بیان کیا گیا وہ اس کے خلاف نہیں جو کچھ میں نے اس کتاب میں ذکر کیا کیونکہ یہ سچا بیان جو صحابہ کرام کی جلالت شان اور ہر نقص وکمزوری سے ان کی برأت پر مشتمل ہے اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے بخلاف اس کے جو جاہل واعظین بیان کرتے ہیں، وہ جھوٹی، بناوٹی اور خودساختہ خبریں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان کا محمل نہیں بیان کرتے حالانکہ حق پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے الخ

(۲؎ الصواعق المحرقۃ، الخاتمۃ فی بیان اعتقاد اہل السنۃ، مکتبہ مجیدیہ ملتان ، ص ۲۲۴)

یونہی جبکہ اس سے مقصود غم پروری وتصنع وحزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود، شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف وزور لانا نہ کہ بتصنع وزور بنانا، نہ کہ اسے باعث قرب وثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعات شنیعہ روافض ہیں جن سے سنی کو احتراز لازم، حاشاللہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی ، دیکھو حضور اقدس صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے امت وحامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا،

امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں: ایاہ ثم ایاہ ان یشغلہ ای یوم العاشوراء ببدع الرافضۃ ونحوھم من الندب والنیاحۃ والحزن اذلیس ذٰلک من اخلاق المؤمنین والالکان یوم وفاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولٰی بذلک واحرٰی ۱؎ الخ یچے اور پرہیز کرے اس بات سے کہ کہیں یوم عاشورہ میں روافض

اور ان جیسے لوگوں کی بدعات میں نہ مشغول ہوجائے جو رونا پیٹنا اور غم کرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ امور مومنوں کے اخلاق سے نہیں ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یوم وصال ان چیزوں کا زیادہ حق رکھتا ہے اھ (یعنی اگر رونے پیٹنے اور دکھ غم کے مظاہروں کی گنجائش اور اجازت ہوتی تو سب سے زیادہ یہ چیزیں آپ کے یوم وصال پر عمل میں آتیں اور دیکھی جاتیں)۔

(ا؎ الصواعق المحرقۃ، الباب الحادی عشر، مکتبہ مجیدیہ ملتان، ص ۱۸۳)

عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رلانا اور اس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہہ ہے، ہاں اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہلبیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علٰی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم ان کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اس کے ضمن میں ان کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کو ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری وماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات ان کے اطوار ان کی عادات اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں، ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا ان محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی، بے شمار مناقب عظیم اللہ عزوجل نے انہیں عطا فرمائے انہیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز ونوحہ نما ومعانی حزن انگیز وغم افزا بیان کو وسعتیں دینا انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے، غرض عوام کے لئے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے پھر مجلس ملائک مآنس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہیں اذکار غم وماتم اس کے مناسب نہیں، فقیر اس میں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لئے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لئے خیر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری

انہوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائیو الحمد للہ رب العلمین،

آخر کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں: شھر السرور والبھجۃ مظھر منبع الانوار والرحمۃ شھر ربیع الاول، فانہ شھر امرنا باظھار الحبور فیہ کل عام، فلا نکدرہ باسم الوفاۃ، فانہ یشبہ تجدید الماتم، وقد نصوا علی کراھیتہ کل عام فی سیدنا الحسین مع انہ لیس لہ اصل فی امھات البلاد الاسلامیۃ، وقد تحاشوا عن اسمہ فی اعراس الاولیاء فکیف فی سیّد الاصفیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اھ۔

یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی کا مہینہ ہے اور سرچشمہ انوار رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زمانہ ظہور ہے، ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اس میں خوشی کریں، تو اسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے، اور بیشک علماء نے بتصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعاً مکروہ ہے، اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں، اولیائے کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پرنور سید الاصفیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معاملہ میں اسے کیونکر پسند کرسکتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ما الھم، واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

(اے مجمع بحار الانوار ، خاتمۃ الکتاب ، دار الایمان المدینۃ المنورۃ، ۵/ ۳۰۷)

شہادت نامہ پڑھنا کیسا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہے اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام کیا ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب: ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو عین سعادت ہے عند ذکر الصلحین تنزّل الرحمۃ اے۔ صالحین کے ذکر پر اللہ تعالٰی کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ (اے اتحاف السادۃ المتقین ، کتاب آداب العزلۃ ، الباب الثانی ، دار الفکر بیروت ، ۶ /

(۳۵۰

اس کی تفصیل جمیل فتاوی فقیر میں ہے اور اس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے، فاقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ت) شے کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں، احکام شرعیہ شے پر بحسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی ناصالح وجود مطمح احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے جو فعلیت میں آنہیں سکتا موضوع سے خارج ہے تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہوسکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متعاقبہ ہوں کہ شے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے کے، تو ہر دو انحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جاسکتا ہے اور ایسی جگہ مقصود ہے کہ نفس شے کا حکم ان بعض احکام شے مع بعض الاعتبار سے جدا ہو مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں ان کے حکم سے جدا کوئی حکم حقیقت کے لئے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ سلخ ماہیت میں داخل ہوں ان سے قطع نظر ناممکن، پھر ماہیت عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے اور بعد اجزاء سے سلخ ماہیت کا تغیر اعتبار شے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ ہیأت معلومہ کا نام ہے، اب اگر کوئی ان ارکان سے جدا بلکہ تبدیل ہیأت ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اس میں رکوع پر سجود مقدم، تو یہ حقیقت نماز ہی تبدیل ہوگی نہ کہ حقیقت حاصل، اور اعتبار مبتدل، جب یہ مقدمہ ممہد ہولیا فرق احکام ظاہر ہوگیا شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ریحانین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے، معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود، ولہذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ نظیفہ مطہرہ مثل سرالشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں اسے بھی قطعاً شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں

تو معلوم ہوا کہ وہ امور نا مشروعہ کہ عارض ہو گئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شیئ مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے ریشمیں کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض و زوائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق بعینہ ایسا ہے جیسے آج کل بعض جہال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ و قصص بے سرو پا بلکہ کلمات توہین ملائکہ و انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء پڑھنا اختیار کیا ہے، اس سے حقیقت مبتدل نہ ہوئی، نہ عوارض نے دائرہ عروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ طاہر ہوتی ہیں انہیں بھی قطعاً مجالس میلاد مبارک ہی کہا جاتا ہے اور ہر گز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شیئ ہے جو ان مجالس سے حقیقت وجداگانہ رکھتی ہے، بخلاف تعزیہ داری کہ اس کا آغاز اگر چہ یوں ہی سنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجا کہ ہر سال حاضری روضہ مقدسہ حضور سید الشہداء شہزادہ گلگوں قبا علی جدہ الکریم علیہ الصلوۃ والثناء کو مخل امور سلطنت دیکھا تو بنظر شوق و تبرک تمثال روضہ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً و عدماً بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضہ انور مدینہ منورہ و کعبہ معظمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تمثال روضہ حضرت سید الشہداء آئینہ میں لگا کر رکھے ہر گز نہ اسے تعزیہ کہیں گے نہ اس شخص کو تعزیہ دار، حالانکہ اُتنا امر قطعاً موجود ہے اور یہ ہر سال نئی نئی تراش و خراش کی کھپچی پٹیاں، کسی میں براق، کسی میں پریاں، جو گلی کوچے گشت کرائی جاتی ہیں، ہر گز تمثال روضہ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صدہا مختلف، انہیں ضرور تعزیہ اور ان کے مرتکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے تو بداہۃً ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انہیں امور نا مشروعہ کا نام ٹھہرا ہے نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد و عوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں، و لہٰذا فقیر نے اپنے فتاوے میں قدر مباح کو ذکر کر کے کہا کہ جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے الخ، اور آخر

میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ یہ اُسی فرق جلیل و نفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا۔

بالجملہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح و محمود ہے اور شنائع زوائد و عوارض اگر ان سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں، اس قدر جائز ہے۔ سے کوئی تعلق نہ رہا، نہ اس کے وجود سے موجود ہوتی ہے نہ اس کے عدم سے معدوم، تو یہ فی نفسہٖ ناجائز و حرام ہے۔ اس کی نظیر امم سابقہ میں آغاز اصنام ہے، وَدّ و سواع و یغوث و یعوق و نسر صالحین تھے ان کے انتقال پر اُن کی یاد کے لئے ان کی صورتیں تراشیں، بعد مرور زماں پچھلی نسلوں نے انہیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی انہیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شنائع زوائد عوارض خارجہ تھے، ولہٰذا شرائع الٰہیہ مطلقاً ان کے ردّ و انکار پر نازل ہوئیں، بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطن الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا و سموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولٰئک و نسخ العلم عبدت ا ؎

وَدّ، سواع وغیرہ قوم نوح علیہ السلام کے نیک لوگوں کے نام تھے جب وہ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ان کی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے ان کے مجسمے بنا کر کھڑے کر دو اور ان کے اسماء کا ذکر کرو (یعنی انہیں یاد کرو) چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا مگر وہ ان کی عبادت میں مشغول نہیں ہوئے تا آنکہ وہ لوگ دنیا سے رخصت ہو گئے اور علم مٹ گیا اور پچھلے لوگ یعنی بعد میں آنے والی نسل حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہوئے ان کی پوجا کرنے لگی۔

(ا؎ صحیح البخاری، کتاب التفسیر سورہ نوح ۷۱ باب ودًا ولا سواعًا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۳۲)

فاکہی عبیداللہ بن عبید بن عمیر سے راوی: قال اول ماحدثت الاصنام علی عھد نوح وکانت الابناء

تبرالآباء فمات رجل منھم فجزع علیہ ابنہ فجعل لایصبر عنہ فاتخذ مثالاعلٰی صورتہ فکلما اشتاق الیہ نظرہ ثم مات ففعل بہ کما فعل ثم تتابعوا علٰی ذٰلک فمات الآباء فقال الابناء ما اتخذ اباؤنا ھٰذہ الا انھا الھتھم فعبدوھا۔[1]

عبداللہ ابن عبید نے کہا سب سے پہلے بت پرستی کا ظہور زمانہ نوح میں ہوا، اور بیٹے اپنے آباء سے حسن سلوک کیا کرتے تھے، پھران میں سے کوئی شخص مرجاتا تواس کا بیٹا اس کے لئے بیقرار اور بے چین ہوجاتا اور صبر نہ کرسکتا اور اپنی تسکین کے لئے اس کی مورتی بنالیتا اور جب اصل کودیکھنے کا شوق ہوتا تو اس شبیہہ کو دیکھ کر دل کو تسلی دے لیتا اور جب وہ مرجاتا تو اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جاتا، عرصہ دراز تک لگاتار اور مسلسل یہ کام ہوتا رہا، اور جب پہلے باپ دادا مر گئے تو آنے والی اولاد کہنے لگی کہ یہ تو ہمارے پہلے باپ دادوں کے معبود تھے پھر یہ ان کی عبادت کرنے لگے (پس اس طرح بت پرستی کا آغاز ہوا)۔

[1] فتح الباری بحوالہ فاکہی عن عبیداللہ بن عبید سورۃ نوح مصطفی البابی مصر ۱۰ / ۲۹۵)
(الدرالمنثور بحوالہ فاکہی عن عبیداللہ بن عبید سورۃ نوح منشورات مکتبہ آیۃ اللہ قم ایران ۶ / ۲۶۹)

یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کرکے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑجاتے ہیں وباللہ العصمۃ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (اور اللہ تعالٰی ہی کی توفیق سے بچاؤ ممکن ہے اور اللہ سبحانہ وتعالٰی بڑا عالم ہے۔

یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانا اور لنگر لٹانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیوبند کے علماء ممانعت کرتے ہیں و نیز کتب شہادت کو بھی، جو امر صحیح ہو عندالشرع

ارقام فرمایئے اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے؟

الجواب: پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو بلاشبہہ بہتر و مستحب وکار ثواب ہے،

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا کثرت ذنوبک فاسق الماء علی الماء تتناثر کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف۔ رواہ الخطیب ا؂ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ جب تیرے گناہ زیادہ ہوجائیں تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے آندھی میں پیڑ کے پتے۔ (اس کو خطیب نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا۔)

(ا؂ تاریخ بغداد، ترجمہ ۳۴۶۴ اسحٰق بن محمد، دار الکتاب العربی بیروت ۶ / ۴۰۳ و ۴۰۴)

اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان اللہ عزوجل یباھی ملٰئکتہ بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ۔ رواہ ابو الشیخ فی الثواب ۲؂ عن الحسن مرسلا۔ اللہ تعالٰی اپنے اُن بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں (اس کو ابو الشیخ نے ثواب میں حسن سے مرسلا روایت کیا۔

(۲؂ الترغیب والترھیب بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب الترغیب فی اطعام الطعام حدیث ۲۱ مصطفی البابی مصر ۲ / ۶۸)

مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں، کچھ پاؤں کے نیچے ہیں، یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے، بہت علماء نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دلہن دولہا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لئے بنایا ہے تو اسے پھینکنا نہ چاہئے، روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے۔

بزازیہ کتاب الکراہیۃ، النوع الرابع فی الہدیۃ والمیراث میں ہے: ھل یباح نثر الدراھم قیل لاو قیل لاباس بہ وعلی ھذا الدنانیر والفلوس وقد یستدل من کرہ بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدراھم والدنانیر خاتمان من خواتیم اللہ تعالٰی فمن ذھب بخاتم من خواتیم اللہ تعالٰی قضیت حاجتہ ۳؎ کیا دراہم لٹانا مباح ہے، بعض نے کہا مباح نہیں اور بعض نے کہا کوئی حرج نہیں ہے، اسی حکم میں دنانیر اور پیسے ہیں، ناپسند کہنے والوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کہ دراہم ودنانیر اللہ تعالٰی کی مہروں سے مُہریں ہیں تو جس نے کوئی مہر پائی اس نے اللہ تعالٰی کی مُہر سے حاجت پائی سے استدلال کیا۔

(۳؎ فتاوٰی بزازیہ علٰی ہامش فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ النوع الرابع فی الہدیۃ والمیراث نورانی کتب خانہ پشاور ۶ / ۳۶۴)

کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ وروایات باطلہ پر مشتمل ہیں، یوہیں مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا سب گناہ وحرام ہے۔ حدیث میں ہے: نھٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی۔ رواہ ابوداؤد ا؎ والحاکم عن عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا (اسے ابوداؤد اور حاکم نے عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔)

(ا؎ سنن ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی البکاء علی المیت، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۵)

(المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، البکاء علی المیت، دارالفکر بیروت ۱ / ۳۸۳)

ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں کما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ (جیسا کہ امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں اسے روایت کیا ہے۔ ت) ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہلبیت یا صحابی کی

توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو، نہ وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریبان دری یا ماتم یا تصنّع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف فضائل ومناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بلاشبہہ موجب ثواب ونزول رحمت ہے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ ۲؎ (صالحین کے ذکر پر رحمت الٰہیہ نازل ہوتی ہے۔)

(۲؎ اتحاف السادۃ المتقین، کتاب آداب العزلۃ، الباب الثانی، دار الفکر بیروت ۶/ ۳۵۰)

ولہٰذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں: ماذکرمن حرمۃ روایۃ قتل الحسین ومابعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبرائتھم من کل نقص، بخلاف مایفعلہ الوعاظ الجہلۃ، فانھم یأتون بالاخبار الکاذبۃ الموضوعۃ ونحوھا ولایبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ ا؎ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔شہادت حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بیان کی حرمت اور اس کے بعد جو کچھ ذکر کیا وہ میری اس کتاب میں ذکر کردہ روایات کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام کی جلالت اور ہر نقص سے ان کی برأت پر مشتمل حق کا بیان ہے بخلاف جاہل واعظین کے کہ وہ جھوٹ اور موضوع قسم کی خبریں سناتے ہیں اور صحیح محمل اور قابل اعتقاد کو بیان نہیں کرتے۔واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم

(ا؎ الصواعق المحرقۃ، الخاتمۃ فی بیان اعتقاد اھل السنۃ، مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۲۲۴)

سنی مجلس مرثیہ خوانی، مرثیے صوفیہ کرام، بغیر سینہ کوبی

یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے، اور مرثیے صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں، اور سینہ کوبی وبین نہیں ہوتا، اور میر مجلس سنی المذہب ہے، ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب: جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین واہلبیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل ومناقب ومدارج بیان کئے جائیں اور ماتم وتجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو فی نفسہٖ حسن ومحمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم، اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے: نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی ۲۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

(۲ المستدرک للحاکم کتاب الجنائز البکاء علی المیت دار الفکر بیروت ۱ / ۳۸۳)

(سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ماجاء فی البکاء علی المیت۔ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۵)

تعزیہ کا چڑھاوا اور اس سے متعلق

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں:

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی نیاز کا کھاتا ہوں۔

(۲) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کھاتا ہوں۔

(۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے۔

(۴) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ بت ہے بہ سبب لگانے صورت کے۔

(۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو براق اور حور جنت میں ہیں۔

(۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے کہ مسجد میں کیا ہے وہ اینٹ گارا ہی تو ہے جو وہاں سجدے کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کا کاغذ وغیرہ ہیں۔

(۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرو، آپس میں جھگڑا مت کرو۔

(۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔

(۹) ایک شخص نے کہا کہ جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب

(۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے واقعی حضرت امام کے نام کی نیاز کھانی چاہئے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہئے، اگر اس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ غلط اور بیہودہ ہے، تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نیاز نہیں ہوجاتی، اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہئے اور وہ نیت کا تفرقہ اس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا، مفسدہ اس میں ہے کہ اس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرتا ہے، اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں لہٰذا اس کے کھانے پینے سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے اولیاء کرام کے مزارات پر جو شیرینی کھانا بہ نیت تصدق لے جاتے ہیں اسے بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں۔

(۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو

تعزیہ پر یا اس کے پاس لے جا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے باقی سب کھانے شربت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھاوا نہیں ہو سکتے۔

(۴) مجسم تصویر کو بت کہتے ہیں، اس معنیٰ پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں اور مجازاً کل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بت سے مراد معبود مطلق ہو تو یہ سخت زیادتی ہے انصاف یہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔

(۵) اس شخص کا یہ محض افتراء ہے کہاں حورو براق اور کہاں یہ کاغذ پنّی کی مورتیں جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کسگروں کے یہاں روز بنتی ہیں، اور اگر ہو بھی تو حورو براق کی تصویریں بنانی کب حلال ہیں۔

(۶) یہ شخص صریح گمراہ و بد عقل و بد زبان ہے، مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا، نہ اس کی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الٰہی بجالانے کے لئے تمام حقوق عباد سے جدا کر کے اللہ عزوجل کے حکم سے اس کی طرف تقرب کے واسطے خاص ملک الٰہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہوگئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے قال اللہ تعالیٰ: ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب ا ۔ اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

(ا ۔ القرآن الکریم ۲۲ / ۳۲)

اس مجموعہ بدعات کو اس سے کیا نسبت، مگر جہل مرکب سخت مرض ہے، والعیاذ باللہ۔

(۷) اس شخص نے اچھا کیا مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے، قال اللہ تعالیٰ: فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ۲ ۔ اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

(۲ ۔ القرآن الکریم ۱۶ / ۴۳ و ۲۱ / ۷)

(۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نہ کرو اہل شرع سے

پوچھوتو اچھا کیا، اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے تو یہ بہت برا کہا اور شرع پر افتراء کیا اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع سے تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کیا۔

(۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے تعزیہ کا چڑھاوا کھانا ان وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ وناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے۔

فتاوی عالمگیریہ میں ہے: اس بکری کو جو ہندو نے اپنے بت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمانوں نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کردی تصریح فرمائی کہ حلال ہے ویکرہ للمسلم مسلمان کے لئے مکروہ ہے۔ا۔

جب وہاں صرف کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر۔ واللہ تعالٰی اعلم

(ا۔ فتاوی ہندیہ، کتاب الذبائح، الباب الاول، نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۲۸۶)

مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہلسنت وجماعت کوشریک وشامل ہونا

مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہلسنت وجماعت کوشریک وشامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب: حرام ہے: حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من کثر سواد قوم فھو منھم ۲۔ جس نے کسی قوم کا تشخص کثیر بنایا وہ ان میں کا ہے۔

(۲۔ المقاصد الحسنۃ حدیث ۱۱۷۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۴۲۶)

وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے

یہاں کے ناپاک قلتین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ وکلمات شنیعہ وماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سنیں گے، اور منع نہ کر سکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین ۳؎ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳؎ القرآن الکریم ۶ / ۶۸)

تعزیہ بنانا اور اس پر نذر نیاز کرنا عرائض بامید حاجت براری لٹکانا

تعزیہ بنانا اور اس پر نذر نیاز کرنا عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا اور موافق شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے، اور زید اگر ان باتوں کو جو فی زمانا متعلق تعزیہ داری وعلم داری کے ہیں موافق مذہب اہل سنت کے تصور کرے تو وہ کس قسم کے مرتکب ہوا اور اس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے، اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں، درصورتیکہ وہ امور متذکرہ بالا کو داخل عقیدت اہلسنت وجماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب: افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ وممنوع وناجائز ہیں انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت مذہب اہلسنت ماننا اس سے سخت تر وخطائے عقیدہ وجہل اشد ہے، شرعی تعزیر حاکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے بایں ہمہ وہ شرک وکفر ہرگز نہیں، نہ اس بناء پر عورت نکاح سے باہر ہو، عرائض بامید حاجت براری لٹکانا محض بہ نیت توسل ہے جو اس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لائق توسل نہیں ہوتے باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہیں جاتا کہ معاذ اللہ تعالیٰ شرک ہو، یہ وہابیہ کا جہل وضلال ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

تعزیہ اور اس سے متعلقہ بدعات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ کا بنانا اور دیکھنا ان پر دل سے معتقد ہونا اہل سنت وجماعت کو چاہئے یا نہیں؟ اور جو ایسا کرے اس پر بموجب شرع کیا حکم صادر ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: تعزیہ رائجہ مجمع بدعات شنیعہ سیئہ ہے، اس کا بنانا دیکھنا جائز نہیں، اور تعظیم وعقیدت سخت حرام واشد بدعت۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مسلمان بھائیوں کو راہ حق کی ہدایت فرمائے۔ آمین! واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

تعزیہ کی مٹھائی اور ڈھول باجہ اور علم

جناب مولوی صاحب! ہم لوگ ساکنان عیسیٰ نگر ضلع کھیری وڈاک خانہ خاص عیسیٰ نگر کے ہیں اور جناب کا نام سنا ہے کہ بریلی میں جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب محلہ سوداگران میں بہت بڑے مولوی ہیں اور بہت اچھا حکم شریعت کا دیتے ہیں، ہمارے یہاں تھوڑے دنوں سے ایک شخص نے واہی بات مچائی ہے کہ محمدی جھنڈا مت کھڑا کرو اور تعزیہ مت بناؤ اور تعزیہ پر مٹھائی چڑھاتے ہیں اسے کھانے کو منع کرتا ہے اور خدائی رات میں ڈھول بجانے کو منع کرتا ہے اور مولود شریف رنڈی اور بھانڈی کے یہاں پڑھنے کو نہیں جاتا کہتا ہے مزدوری کر کے لاؤ شیرینی تو پڑھ دوں گا یا شیرینی مت لاؤ تمہارے یہاں ویسے ہی پڑھ دوں گا تو مولوی صاحب ہم کو شیرینی بغیر ثواب کیوں کریں اور ہم تعزیہ وغیرہ بنانا چھوڑ دیں تو یہاں مسلمان کا نام بھی نہ رہے گا اب ایک مولوی صاحب آئے ہیں وہ مولود شریف اور گیارھویں کو بھی منع کرتے ہیں تو مولوی صاحب اور احمد کا جھگڑا خوب ہوا اور

جھگڑا ہوکر یہ بات ٹھہری کہ وہ دو دو تین تین آدمی مل کر غزلیں سر ہلا کر نہ پڑھا کریں اور قصہ ہرنی کا نہ پڑھیں صحیح کتاب کی روایات پڑھا کریں اور کھڑے نہ ہوں جب سے احمد ویسے ہی کھڑا ہوکر مولود شریف پڑھتا ہے اور مولوی صاحب بھی ویسے ہی کھڑے رہتے ہیں اور جوڑ کے خمسہ پڑھتے ان کے پڑھنے کو کہتے ہیں اور جو غزل خود پڑھتے ہیں۔

اب یہ بات ٹھہری ہے کہ جس بات کو تحریر مذکورہ بالا میں اچھا لکھ دیں گے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے وہ ہم سب مل کر کریں گے اور کسی بات کا جھگڑا نہیں ہے جو باتیں اس کاغذ میں اوپر درج ہیں ان میں سے جو جو بات بہتر اور ثواب زیادہ جس کے کرنے میں ہو وہ تحریر کر دیجئے گا اور گیارہویں کی بابت یہ فیصلہ ہوگیا ہے چاہے جس تاریخ میں فاتحہ کرو اور اس کا ثواب نذر اللہ کر کے حضرت بڑے پیر صاحب کی روح کو ایصال ثواب کریں، یہ مت خیال کرو کہ اگر گیارہویں کو نہ کریں گے تو ہم کو کچھ نقصان ہوگا جس کا دل چاہے گیارہویں کرے جس کا دل چاہے دسویں نویں کرے ہر وقت ثواب ہے۔

اب ایک بات کو اور منع کرتے ہیں کہ غازی میاں سید سالار کے بیاہ میں مت جاؤ بہرائچ، اب ہمارے کچھ لوگ وہاں کو بھی نہیں جانا چاہتے ہیں یہاں تک کہ ان کے نشان کو بھی منع کرتے ہیں اور ہماری آپس میں شادی ہے، آپ کے جواب آنے کے بعد شادی میں شریک ہوں گے، صاف صاف جواب لکھ دیجئے گا، بہت ثواب کے مرتکب ہوں گے، جواب کے واسطے ارسال خدمت منسلک ہے۔؟

الجواب: جھنڈا ایک تو جہاد کا ہوتا ہے وہ لشکر سلطانِ اسلام کے ساتھ خاص ہے یہاں اس کا اصل محل نہیں کہ یہاں نہ سلطان اسلام نہ لشکر اسلام تو اس جھنڈے کا کیا کام۔ اور اگر کسی اور غرض سے کوئی جھنڈا بنایا جاتا ہو تو اس کا معلوم ہونا چاہئے، اگر غرض محمودہ اور اس میں شہرت اور علامت کی حاجت ہے تو حرج نہیں وقد حققنا فی فتاونا (اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاوی میں کر دی ہے۔) اور اگر غرض

مذموم یا عبث وفضول ہے تو منع کرنا ٹھیک ہے تعزیہ ممنوع ہے شرع میں کچھ اصل نہیں اور جو کچھ بدعات ان کے ساتھ کی جاتی ہیں سخت ناجائز ہیں وفصلت بعضھا فی الفتاوی (بیشک میں نے فتاوی میں بعض مسائل کی تفصیل بیان کردی ہے۔ت) مسلمان اتباع احکام شرع سے ہوتے ہیں نہ امور ناجائزہ سے تعزیہ پر جو مٹھائی چڑھائی جاتی ہے اگرچہ حرام نہیں ہوجاتی مگر اس کے کھانے میں جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز شرعی کی وقعت بڑھانے اور اس کے ترک میں اس سے نفرت دلانی ہے لہذا نہ کھائی جائے۔ ڈھول بجانا حرام ہے اور جس رات کا نام خدائی رات رکھا ان میں بجائے عبادت گناہ ومعصیت کرنا گویا گناہ کو معاذ اللہ عبادت ٹھہراتا ہے اور یہ اور زیادہ حرام ہے۔ رنڈیوں، ڈومنیوں، بھانڈوں کے یہاں جو مجلس میلاد شریف ان کے حرام مال سے کی جائے ان میں شرکت ہرگز نہ کی جائے،

فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب ا ؎ بلاشبہ اللہ تعالٰی پاک ہے اور پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔

(ا ؎ السنن الکبری للبیہقی کتاب صلوۃ الاستسقاء دار المعرفۃ بیروت ۳/۳۴۶)

بلکہ رنڈیوں ڈومنیوں کے یہاں کسی طرح جانا نہ چاہئے اگرچہ وہ حلال مزدوری کے مال سے مجلس کریں کہ ان کے یہاں جانے میں تہمت ہے اور تہمت سے بچنے کا حکم ہے۔

حدیث میں ہے: من کان یومن باللہ والیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التھم ۲ ؎ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔

(۲ ؎ مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب ادراک الفریضہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۴۹)

یہ سمجھنا محض غلط ہے کہ بغیر شیرینی کے ثواب نہ ہوگا، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر اقدس ویسے ہی موجب ثواب نہیں! ہاں شیرینی میں زیادہ ثواب ہے کہ

ذکر شریف کے ساتھ صدقہ فقراء و ہدیہ احبا بھی شامل ہو گیا قربت بدنی کے ساتھ قربت مالی بھی ہو گئی، مجلس میلاد شریف اعلیٰ مستحب و مندوب و بہتر و خوب ہے اور ان میں قیام بھی مستحسن و مرغوب ہے اور گیارہویں شریف بھی حسن و محبوب ہے اور گیارہویں تاریخ کی تخصیص میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں، ہاں یہ سمجھنا غلط ہے کہ خاص گیارہویں ہی کو ثواب ملے گا اور دن نہ ملے گا۔ چند آدمیوں کا مل کر خوش الحانی سے پڑھنا بھی جائز ہے جبکہ شعر شرعاً اچھے ہوں اور راگنی کا قصد نہ کریں مگر امرد لڑکوں کو ان میں شریک نہ کیا جائے کہ ان میں فتنہ ہے۔ یہ سب مسائل بارہا ذکر ہو گئے ہیں۔

ہرنی کا قصہ جس قدر حدیث میں آیا ہے ضرور مقبول و معتبر ہے اور اس کا پڑھنا اور سنانا سب ثواب ہے ہاں اپنی طرف سے کچھ بڑھادیا ہو تو غلط ہے اسے نکال دینا ضرور ہے۔ حدیث میں یہ قصہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگل میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی کے پکارنے کی آواز آئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر نظر فرمائی تو ایک ہرنی بندھی ہوئی پائی اور اس نے عرض کی: ادن منّی یا رسول اللہ! حضور میرے پاس تشریف لائیں۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرنی کے قریب تشریف لے گئے، فرمایا: تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کی: ان لی خشفین فی ذٰلک الجبل فخلنی حتی اذھب فارضیعھا ثم ارجع الیک۔ اسی پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں حضور مجھے کھول دیں کہ میں جا کر انہیں دودھ پلا آؤں پھر حضور کے پاس حاضر ہو جاؤں گی۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنا سچا کرے گی؟ ہرنی نے عرض کی: عذبنی اللہ عذاب العشار ان لم افعل۔ میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ پر ان لوگوں کا عذاب کرے جو ظلماً لوگوں سے مال تحصیلتے تھے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کھول دیا، وہ گئی، بچوں کو دودھ پلا کر واپس آئی، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پھر باندھ دیا، وہ بادیہ نشین جس نے یہ ہرنی باندھی تھی ہوشیار ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! حضور کا کوئی کام ہے کہ میں بجالاؤں۔ فرمایا: ہاں یہ کہ تو اس

ہرنی کو چھوڑ دے اس نے چھوڑ دی۔ وہ ہرنی دوڑتی ہوئی یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ: اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور یہ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں،

یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر ا؎ میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی۔

غازی میاں کا بیاہ کوئی چیز نہیں محض جاہلانہ رسم ہے، نہ ان کے نشان کی کوئی اصل۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(ا؎ المعجم الکبیر مرویات ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حدیث ۷۶۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۳ / ۳۳۱۔۳۳۲)

زور زور سے دونوں ہاتھ سے سینہ پیٹنا اور تعزیہ کو بازاروں میں لئے پھرنا، ہندو مسلمانوں کو بطور تماشہ کے دکھانا اور دس محرم کو ایک میلہ لگانا اور امام باڑہ میں تعزیہ رکھنا

علم تعزیہ کو بنانا، ڈھول تاشہ یا کسی انگریزی باجے کے ساتھ ہندو کہار بیلداروں سے اٹھوانا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اسم مقدس کو بتشدید کہنا اور زور زور سے دونوں ہاتھ سے سینہ پیٹنا اور تعزیہ کو بازاروں میں لئے پھرنا، ہندو مسلمانوں کو بطور تماشہ کے دکھانا اور دس محرم کو ایک میلہ لگانا اور امام باڑہ میں تعزیہ رکھ کر بتاشہ ریوڑی ہندو مسلمانوں سے پڑھوانا اور امام باڑہ پر نوبت رکھوانا اور اس میں روشنی کرنا اور خوب مرصّع کرنا اور دس محرم کو ہندو کہاروں یا بیلداروں سے گڑھا کھدوا کر اس میں تعزیہ دفن کرا دینا اور تخت کو واپس لانا اور عوام الناس کی یہ مرادیں مانگنا اور ان کا فقیر بنانا، گھر گھر سے مانگ کر نیاز دلوانا اور رنگین ہرے ہرے

کپڑے نئے نئے پہننا، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے ایسی حالت میں یہ مراد مانگنا کہ یا حضرت امام حسین! آپ کی دعا سے اگر ہمارا بچہ زندہ رہا تو ہم دس برس تک آپ کے نام کے بچہ کو فقیر یا بہشتی یا پیک بنادیں گے، اور بعد دس برس کے برادری محتاج یا مساکین کو نہایت خوشی اور جلوس کے ساتھ کھانا کھلا کر فقیری کو ختم کرائیں گے اور جا بجا مرثیہ جا کر پڑھنا دھنیا بنا کر برادری میں بطور حصہ یا عیدی کی طرح بٹوؤں میں رکھ کر بچوں کے لئے بھیجنا اور کھچڑا پکا کر برادری میں تقسیم کرنا اور خود کھانا محتاجوں کو کھلانا اور یہ کہاں سے ثابت ہوا ہے اور روٹیاں پکوا کر اس طرح لنگر لٹانا کہ ہاتھ میں گرے یا جہاں کہیں اس فعل کا کرنے والا کون ہے اور یہ افعال کس کے ہیں اور مومن کو امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے واقعہ میں ان دس ایام میں کیا کرنا چاہئے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب: مسلمانوں کو ان ایام میں صدقات وخیرات ومیراث وحسنات کی کثرت چاہئے خصوصاً روزے خصوصاً روز عاشورا کا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب اور ایک سال گزشتہ کے گناہوں کی معافی ہے کما ثبت فی الحدیث الصحیح (جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ ت) اور بہتر یہ ہے کہ نویں دسویں دونوں کا روزہ رکھے۔

لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع[۱]۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں آئندہ سال میں زندہ رہا تو ضرور میں نو تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا۔

(۱؎ صحیح مسلم کتاب الصیام باب یوم عاشوراء، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۵۹)

حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا ودیگر شہدائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نام پاک پر جس قدر ہوسکے تصدق وایصال ثواب کریں بلکہ ان روزوں وغیرہا تمام حسنات کا ثواب اسی جناب گردوں قباب کی نذر کریں گرمیوں میں ان کے نام پر شربت بلائیں جاڑے میں چائے

پلائیں اور نیک نیت پاک مال سے شربت چائے کھانے کو جتنا چاہیں لذیذ وبیش قیمت کریں سب خیر ہے کھچڑا پلاؤ فرنی جو چاہیں اور بے دقت میسر ہو برادری میں بانٹیں محتاجوں کو کھلائیں اپنے گھر والوں کو کھلائیں نیک نیت سے، سب ثواب ہے۔

کما ثبت فی الاحادیث الصحاح حتی قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما اطعمت نفسک فھو لک صدقۃ[۱]۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کچھ تو اپنے آپ کو کھلائے وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

(۱؎ مسند امام احمد بن حنبل حدیث حضرت مقدام بن معدی کرب دار الفکر بیروت ۴ /۱۳۱)

رہا یہ کہ کھچڑا کہاں سے ثابت ہوا، جہاں سے شادی کا پلاؤ دعوت کا زردہ ثابت ہوا۔ یہ تخصیصات عرفیہ ہیں نہ شرعیہ، ہاں جو اسے شرعاً ضروری جانے وہ باطل پر ہے۔ روٹیاں پکا کر تقسیم کرنا بھی خیر ہے مگر پھینکنا منع ہے اور ان کا پاؤں کے نیچے آنا یا ناپاک جگہ گرنا سخت شدید مواخذہ کا موجب، ایک تو روٹی کی بے حرمتی جس کی تعظیم کا حدیث میں حکم فرمایا، دوسرے نیاز کی چیز کی بے توقیری نیاز کی چیز معظم ہوتی ہے کمادل علیہ حدیث نفیس فی بھجۃ الاسرار (جیسا کہ اس پر ایک عمدہ حدیث دلالت کرتی ہے جو بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے۔ ت) بے ادب وہابیوں کا کہنا کہ اس میں تو صدقہ کے سبب سے اور خباثت آگئی، ان کی قلبی خباثت ہے کہ محبوبان خدا کے نام سے انہیں عداوت ہے، بہشتی بننا اگر بدعات سے خالی ہو اور بدعات سے خالی ہو اور محض نام ونقل نہ ہو بلکہ کام اور فعل ہو یعنی پانی بھر بھر کر مسلمانوں کو پلائیں وضو کرائیں تو ضرور اچھا کام اور باعث اجر ہے اور اس کا ثواب بھی نذر شہدائے کرام ہوسکتا ہے اور پیک بننا نری نقالی اور بیہودہ بے معنی ہے اور گھنٹے لٹکانا حدیث میں منع فرمایا، یوہیں فقیر بن کر بلاضرورت ومجبوری بھیک مانگنا حرام، کما نطقت بہ احادیث مستفیضۃ (جیسا کہ بہت سی مشہور ومعروف حدیثیں اس معنی پر ناطق ہیں۔ ت) اور ایسوں کو دینا بھی حرام لانہ اعانۃ علی المعصیۃ اس لیے کہ یہ گناہ کے کام پر دوسرے کی امداد کرنا ہے جیسا

کہ درمختار میں مذکور ہے۔ت) اور وہ منت مانی کہ دس برس تک ایسا کریں گے سب مہمل وممنوع ہے۔

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانذر فی معصیۃ ۲؎ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گناہ کے کام میں کوئی نذر (منت) نہیں۔

(۲؎ سنن ابی داؤد کتاب الایمان باب من رأی علیہ کفارۃ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۱۱۱)

ہاں سیدنا حضرت عالی مقام علٰی جدہ الکریم ثم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے اپنی حاجت میں استمداد واستعانت وطلب دعا وشفاعت جائز ومحبوب،

قال اللہ تعالٰی وابتغوا الیہ الوسیلۃ ۱؎ وقال اللہ تعالٰی اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ۲؎ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالٰی کی بارگاہ تک رسائی کے لئے وسیلہ تلاش کرو، اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: یہی وہ ہیں جن کی وہ عبادت کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔

(۱؎ القرآن الکریم ۵ /۳۵)(۲؎ القرآن الکریم ۱۷ /۵۷)

دھنیا بنانے کھانے بٹوں میں رکھ کر بچوں کو بھیجنے میں فی نفسہٖ کچھ حرج نہ تھا مگر وہ مبنی جس کی بنا پر یہ کیا جاتا ہے شرعاً ناجائز ہے، اس کی اصل یوں ہے کہ پان کھانے کے عادی ہیں محرم کے عشرہ میں سوگ کے خیال سے پان چھوڑ دیتے ہیں اس کی جگہ پر دھنیا ایجاد ہوا ہے، شریعت نے عورت کو شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن سوگ کا حکم دیا ہے اوروں کی موت کے تیسرے دن تک اجازت دی ہے باقی حرام ہے اور ہر سال سوگ کی تجدید تو کسی کے لئے اصلاً حلال نہیں پھر حقیقت دیکھئے تو دعوٰی غم بھی جھوٹا، غم میں آدمی سے پان نہ کھایا جائے تو دھنیے کے یہ تکلفات کہ وقت میں اس سے سو جگہ زائد اور خرچ بھی زیادہ اور لذت بھی افزوں، یہ ضرور ہو سکیں گے، یوہیں عشرہ محرم کے سبز رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں یہ بھی سوگ کی غرض سے ہیں، سوگ میں اصل سیاہ لباس ہے

وہ تو رافضیوں نے لیا اور انہیں زیبا بھی تھا کہ ایک تو ان کے دلوں کی بھی یہی رنگت ہے۔ دوسرے یہ کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: الشیعۃ نساء ھذہ الامۃ ۳؎ شیعہ اس امت کی عورتیں ہیں۔

سوگ و ماتم عورتوں ہی کو خوب آتے ہیں۔ ہمارے جاہل سنی بھائی سیاہی سے تو بچے کہ رافضیوں کی مشابہت نہ ہو مگر اس سے قریب تر رنگت سبزی پائی اسے اختیار کیا، سبزی جب گہری ہوگی سیاہی لے آئے گی ہلکی سیاہی کو سبزی کہتے ہیں، آسمان نیلا ہے اسے عربی میں خضراء، فارسی میں چرخ سبزہ فام، کہتے ہیں، اردو میں مسیں بھیگنے کو، اس وقت بالوں کی سیاہی خوب گہری نہیں ہوتی، سبزہ آغاز کو کہتے ہیں،

لہٰذا اس نیت سے یہ بھی ناجائز، مسلمان کو چاہئے عشرہ مبارک میں تین رنگوں سے بچے: سیاہ، سبز، سرخ، سیاہ، سبز کی وجہیں تو معلوم ہوگئیں اور سرخ آج کل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں، سیاہ میں اُودا، نیلا، کاسنی۔ سبز میں کاہی، دھانی، پستئی۔ سرخ میں گلابی، عنابی، نارنجی سب داخل ہیں۔ غرض جس پر ان میں کوئی رنگ صادق آئے اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ ان کی مشابہت سے بچنا بہتر ہے، یوہیں مرثیے کہ رائج ہیں سب حرام و ناجائز ہیں۔ حدیث میں ہے: نھٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی ۱؎۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔

(۱؎ مسند امام احمد بن حنبل عن عبداللہ بن ابی اوفٰی المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۵۶)

اور ماتم کرنا، چھاتی پیٹنا بھی حرام ہے نطقت بتحریمہ احادیث بالغۃ حد الاشتھار (درجہ شہرت تک پہنچی ہوئی حدیثیں اس کے حرام ہونے پر ناطق ہیں۔ت) حسن حسن بتشدید کہنا تو جہالت ہی تھا مگر ماتم سخت منع ہے۔ یوہیں علم، تعزیے، تخت، جریدے، باجے، کھیل تماشے سب بیہودہ و بدعت و ممنوع ہیں۔ یوہیں تعزیہ، چڑھاوا، امام باڑے کا مکان، اس کی نوبت، روشنی،

آرائش سب بشرح صدر ہیں، غم والم کا نام اور لہو ولعب کی یہ دھوم دھام اور اس پر امید خوشنودی حضرت امام۔ اور اس الٹی مت کا کیا ٹھکانا کہ یہ تو تعزیہ کی وہ تعظیم کہ گویا معاذ اللہ بعینہٖ یہی نعش مبارک حضور پرنور امام عالی مقام ہے بلکہ اس سے بھی زائد، یہاں تک کہ اسے سجدہ کرنے سے بھی باک نہیں۔ اور کہاں یہ حرکت کہ کہار بیلدار وغیرہم کفار اسے اٹھائے پھریں اور اس پر پڑھا یہ جائے کہ اے مومنو! اٹھاؤ جنازہ حسین کا۔ استغفر اللہ، پھر گلی کوچوں میں گشت، پھر توڑ تاڑ کر دبا دینا کتنی شتر گربگی ہے، پھر مصنوعی کربلا میں جسے حقیقی کے مثل ٹھہراتے ہیں، کوئی دقیقہ لغویات وممنوعات کا اٹھا نہیں رکھتے، رنڈیوں کے جھولے تک ہوتے ہیں بلکہ تختوں پر ایک ایک رنڈی جلوہ گر ہوتی ہے، کہاں امام عالی مقام کی طرف نسبت اور کہاں یہ سخت شنیع حرکت، کاش اللہ عزوجل ہمارے بھائیوں کو سمجھ دیتا کہ ہزاروں روپے جو یوں نیکی برباد گناہ لازم میں تباہ کرتے انہیں حضرات شہیدان پاک کے نام پر تصدق کرتے، مساکین کو دیتے جاڑے میں ان کے لحاف رضائی گرم کپڑے بناتے وغیرہ وغیرہ افعال حسنہ کرتے تو کتنا بہتر ہوتا۔ اللہ ہدایت دے آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملفوظات حضرت سید عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ میں یہ حکایتیں

ملفوظات حضرت سید عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ میں یہ حکایتیں ہیں یا نہیں؟

(۱) محرم کی دس تھی کہ حضرت مولانا ممدوح ایک تعزیہ کے ساتھ ہولئے جو جلاہوں کا تھا اور مصنوعی کربلا میں دفن ہونے کے لئے لوگ لئے جاتے تھے آپ کی وجہ سے اور خدام ومریدین بھی ساتھ ہولیے کربلا تک ساتھ ساتھ رہے بلکہ دیر تک قیام فرمایا کچھ دنوں بعد بعض خاص مریدین نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں، ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہولئے تھے کہ

ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا۔

(۲) انہیں بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک دن عاشورہ کو مسجد میں بیٹھے وضو کررہے تھے ٹوپی مبارک فصیل پر رکھی تھی کہ یکا یک اسی طرح سر برہنہ نیچے تشریف لے آئے اور ایک تعزیہ کے ساتھ ہو لئے اس دفعہ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت سیدۃ النساء تشریف فرما تھیں۔

دونوں روایتیں کہاں تک صحیح ہیں؟

الجواب: دونوں حکایتیں محض غلط و بے اصل ہیں، تعزیہ داروں کو نہ کوئی دلیل شرعی ملتی ہے نہ کسی معتمد کا قول، مجبورانہ حکایت بناتے ہیں، اسی ساخت کی حکایت کوئی شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتا ہے، کوئی مولانا شاہ عبدالمجید صاحب سے، کوئی حضرت مولانا فضل رسول صاحب سے، کوئی مولوی فضل الرحمن سے، کوئی میرے حضرت جدامجد سے، رحمۃ اللہ علیہم، اور سب باطل و مصنوع ہیں۔ میں تو ابھی زندہ ہوں میری نسبت کہہ دیا کہ ہم نے اسے تعزیہ شاید علَم بتائے کہ ان کے ساتھ جاتے دیکھا اور اس حکایت کا کذب تو خود اسی سے روشن کہ فرمایا: مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھ کر ساتھ ہو لئے تھے کہ ان کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا۔ سبحان اللہ! جب تعزیے ایسے معظم و مقبول و محبوب بارگاہ ہیں کہ خود حضور پر نور امام انام علٰی جدہ الکریم ثم علیہ الصلوٰۃ والسلام بنفس نفیس ان کی مشایعت فرماتے ہیں، ان کے ساتھ چلتے ہیں تو ان سے کچھ مطلب نہ ہونا اللہ عزوجل کے محبوب و معظم سے مطلب نہ ہونا ہے جو ولی تو ولی کسی مسلمان کی شان نہیں۔ پھر آگے تتمہ کلام ملاحظہ ہو کہ اُن کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا یہ کاف بیانیہ تو ہو نہیں سکتا ضرور تعلیلیہ ہے یعنی حضرت امام کے ساتھ ہونے پر بھی کچھ توجہ نہ ہوتی مگر کیا کیجئے ان کے ساتھ مجمع اولیاء تھا لہٰذا شامل ہونا پڑا۔ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے، ہاں خوب یاد آیا ۳ جمادی الآخرہ ۱۳۲۷ھ کو تلہر سے ایک سوال آیا تھا کہ تُو نے تعزیہ داری کو جائز کر دیا ہے اس خبر کی کیا حقیقت ہے؟ ایک رافضی بڑے فخر سے اس روایت کو نقل کرتا ہے ایضاً تیرا اور دیگر چند علمائے بریلی کا فتویٰ تیار ہوا ہے کہ آیت تطہیر کے تحت میں ازواج مطہرات داخل نہیں، اس فتویٰ کی نقل اس رافضی کے

پاس دیکھنے میں آئی ہے فقط، اب فرمائیے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت درکار، جب زندوں کے ساتھ یہ برتاؤ ہے تو احیائے عالم برزخ کی نسبت جو ہو کم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

عَلَم و مہندی و تعزیہ اور دسویں محرم کا روزہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو اشخاص سنت جماعت ہوں وہ منت تعزیہ و علم و مہندی کی مانتے ہیں ان کو اصل تعزیہ دار کے تعزیہ پر لے جا کر چڑھاتے ہیں اور شیرینی اور کھانا ہر قسم کا لیجا کر وہاں فاتحہ دیتے ہیں اور اس کو بطور تبرک کے تقسیم کرتے ہیں اور گھر سے لیجاتے وقت چار چار قدم پر مرثیہ باآواز بلند پڑھتے ہیں اور ڈھول تاشے مجیرے وغیرہ کی آواز بلند ہوتی ہے اور اکثر چھاتی کوٹتے ہیں اس کو ماتم قرار دیتے ہیں، اکثر عورات کو دیکھا ہے کہ سات و نو تاریخ کی شام سے اور دس کی فجر سے گشت کرتی ہیں علم و مہندی و تعزیہ اور آدمیوں وغیرہ کا نظارہ کرتی ہیں اور اکثر عشرہ کو صبح سے شام تک جس کو کربلا شریف قرار دیا ہے ہر ایک تماشے دیکھتے ہیں اکثر لوگ اور عورات تعزیہ کو دفن کر کے روٹی اور شیرنی قبر پر رکھ کر ماتم کرتے اور پھر فاتحہ دیتے ہیں، دیگر زید سنت جماعت ہو کر تعزیہ پر جا کر ذکر شہادت یعنی جس کو مجلس قرار دیتے ہیں شوق سے جا کر پڑھتے ہیں مرثیہ بھی، دیگر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں یا ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں تخت یا عَلم وغیرہ جائے عمرو دیکھنے نہ جائے اور شرکت تربت دے، دیگر بکر کہتا ہے کہ ان یوم میں فاتحہ سوائے امام حسین علیہ السلام کے اور کسی پیغمبر اور اولیاء کرام کی نہیں ہوگی۔ دیگر زید کہتا ہے کہ تخت اور تعزیہ وغیرہ کا کام اور خوشنمائی دیکھنے جائے تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ دیگر زید کہتا ہے کہ دس یوم روزہ رکھنا حرام ہے کیونکہ یزید کی ماں نے بغرض لڑائی جیت کے رکھی تھی۔ ان سب سوالوں کا شرع میں کیا حکم ہے؟

الجواب: عَلم، تعزیے، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا کو جانا، عورتوں کا تعزیے دیکھنے کو نکلنا، یہ سب باتیں حرام و گناہ و ناجائز و منع ہیں۔ فاتحہ

جائز ہے روٹی شیرینی شربت جس چیز پر ہو، مگر تعزیہ پر رکھ کر یا اس کے سامنے ہونا جہالت ہے اور اس پر چڑھانے کے سبب تبرک سمجھنا حماقت ہے ہاں تعزیہ سے جدا جو خالص سچی نیت سے حضرات شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نیاز ہو وہ ضرور تبرک ہے وہابی خبیث کہ اسے خبیث کہتا ہے خود خبیث ہے۔ تعزیہ داروں کے شربت میں بھی شرکت نہ کرے کہ تعزیہ میں شرکت سمجھی جائے گی بلکہ الگ شربت کرے اور آجکل کہ جاڑے کا موسم ہے شربت کی جگہ چائے ہونا چاہئے۔ محرم وغیرہ ہر وقت ہر زمانہ میں تمام انبیاء و اولیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و السلام کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ جائز ہے اگرچہ خاص عشرہ کے دن ہو۔ بکر غلط کہتا ہے اور شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے، جو کام ناجائز ہے اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جانا بھی گناہ ہے۔ عشرہ محرم کے روزے بہت ثواب نہایت افضل ہے۔ حدیثوں میں ان کی فضیلت ارشاد ہوئی ہے خصوصاً دسویں محرم کا روزہ کہ سال بھر کے روزوں کے برابر ثواب ہے اور ایک سال کے گناہوں کی معافی ہے۔ زید جھوٹا ہے اور شرع شریف پر افتراء کرتا ہے کہ ان روزوں کو حرام بتاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بنا بر شوکت و دبدبہ اسلام تعزیہ بنانا اور نکالنا و عَلَم و بیرق اور مہندی وغیرہ نکالنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز تعزیہ کو حاجت روا سمجھنا یا یہ کہنا کہ تعزیہ ہماری منت کا ہے اگر بند کریں نہ بنائیں تو ہمارا نقصان اولاد و مال ہوگا، کیسا ہے؟ تعزیہ دار یا تعزیہ پرست کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں؟

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بنا بر شوکت و دبدبہ اسلام تعزیہ بنانا اور نکالنا وعَلَم و بیرق اور مہندی وغیرہ نکالنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز تعزیہ کو حاجت روا سمجھنا یا یہ کہنا

کہ تعزیہ ہماری منت کا ہے اگر بند کریں نہ بنائیں تو ہمارا نقصان اولاد و مال ہوگا، کیسا ہے؟ تعزیہ دار یا تعزیہ پرست کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: علم، تعزیہ، بیرق، مہندی جس طرح رائج ہیں بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعہ حاجت روا سمجھنا جہالت پر جہالت ہے اور اسے منت جاننا اور حماقت، اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنانہ وہم ہے مسلمان کو ایسی حرکات وخیال سے باز آنا چاہئے بایں ہمہ تعزیہ دار مسلمان ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ ضرور حلال ہے کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا، تعزیہ پرست کا لفظ وہابیہ شرک پرست کی زیادتی ہے جس طرح تعظیم وتکریم مزارات طیبہ پر مسلمانوں کو قبر پرست کا لقب دیتے ہیں، یہ سب اُن کا جہل وظلم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا کیسا ہے؟ اور اس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا کیسا ہے؟ اور بنانے والے اور تعظیم کرنے والے کا عندالشرع کیا حکم ہے؟ اور جو شخص تعزیہ کے ناجوازی کا قائل ہے اس کو کافر یا مرتد کہنا اور کافر سمجھ کر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور تعزیہ داری میں غلو کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: تعزیہ رائجہ ناجائز وبدعت ہے اور اس کا بنانا گناہ ومعصیت اور اس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا محض جہالت اور اس کی تعظیم بدعت وجہالت۔ اور جو تعزیہ کو ناجائز کہے اس بنا پر اسے کافر یا مرتد کہنا اشد عظیم گناہ کبیرہ ہے، کہنے والے کو تجدید اسلام ونکاح چاہئے، یونہیں اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا مردود وباطل ہے البتہ اگر کسی وہابی کو کافر مرتد کہا تو مضائقہ نہیں، اور وہابی کے پیچھے نماز بیشک ناجائز ہے، جو تعزیہ داری میں غلو رکھے یا اس سے معروف ہو اگرچہ غلو نہ رکھے اس کے پیچھے بھی نماز نہ چاہئے مگر پڑھیں تو ہوجائے گی، ہاں اسے امام بنانا منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸۷ تا ۱۹۱: مرسلہ جناب مولوی محمد ابوذر از سنبھل ضلع مراد آباد محلہ دیپا سرائے

حضرت قاسم کی شادی کا میدان کربلا میں ہونا جس

بنا پر مہندی نکالی جاتی ہے اہلسنت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ و کرمہم اللہ تعالی مسائل ذیل میں:

(۱) ایصال ثواب بر روح سیدنا امام حسین علیہ السلام بروز عاشورہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) تعزیہ بنانا اور مہندی نکالنا اور شب عاشورہ کو روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) مجلس ذکر شہادت قائم کرنا اور اس میں مرزا دبیر اور انیس وغیرہ روافض کے کلام پڑھنا بطور سوزخوانی یا تحت اللفظ جائز ہے یا نہیں اور اہل سنت کو ایسی مجالس میں شریک ہونا مکروہ ہے یا حرام یا جائز ہے؟

(۴) حضرت قاسم کی شادی کا میدان کربلا میں ہونا جس بنا پر مہندی نکالی جاتی ہے اہلسنت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟ درصورت عدم ثبوت اس واقعہ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی کی نسبت حضرت قاسم کی طرف کرنا خاندان نبوت کے ساتھ بے ادبی ہے یا نہیں؟

(۵) روز عاشورہ کو میلہ قائم کرنا اور تعزیوں کو دفن کرنا اور ان پر فاتحہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اور بارھویں اور بیسویں محرم اور بیسویں صفر کو تیجا اور دسواں اور چالیسواں اور مجلسیں قائم کرنا اور میلہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) روح پرفتوح ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو ایصال ثواب بروجہ صواب عاشورہ اور ہر روز مستحب و مستحسن ہے۔

(۲) تعزیہ مہندی روشنی مذکور سب بدعت و ناجائز ہے۔

(۳) نفس ذکر شریف کی مجلس جس میں ان کے فضائل و مناقب واحادیث و روایات صحیحہ و معتبرہ سے

بیان کئے جائیں اور غم پروری نہ ہو مستحسن ہے اور مرثیے حرام خصوصا رافضیوں کے کہ تبرائے ملعونہ سے کمتر خالی ہوتے ہیں اہلسنت کو ایسی مجالس میں شرکت حرام ہے۔

(۴) نہ یہ شادی ثابت نہ یہ مہندی سوا اختراع اختراعی کے کوئی چیز۔ نہ یہ غلط بیانی حد خاص توہین تک بالغ۔

(۵) عاشورہ کا میلہ لغو ولہو وممنوع ہے۔ یوہیں تعزیوں کا دفن جس طور پر ہوتا ہے نیت باطلہ پر مبنی اور تعظیم بدعت ہے اور تعزیہ پر فاتحہ جہل وحمق و بے معنیٰ ہے۔ مجلسوں اور میلوں کا حال اوپر گزرا، نیز ایصال ثواب کا جواب کہ ہر روز محمود ہے جبکہ بروجہ جائز ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ پر جاکر یہ منت مانی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے تعزیہ پر جا کر یہ منت مانی کہ میں یہاں سے ایک خرما لئے جاتا ہوں درصورت کام پورا ہونے کے سال آئندہ میں نقرئی خرما تیار کرا کر چڑھاؤں گا۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب: یہ نذر محض باطل وناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ایک شخص تعزیہ داری کو جائز کہتا ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص تعزیہ داری کو جائز کہتا ہے اگر کوئی انکار کرتا ہے تو سخت کلامی سے پیش آتا ہے چنانچہ پیش امام مسجد نیز واقع تعلقہ دار وہ ضلع ایوت محل ملک برار نے جب انکار کر کے کہا کہ تعزیہ داری سخت منع ہے تو اس نے کہا کہ تم خلاف کہتے ہو اور تمہاری امامت جائز نہیں ہے تم سور کھاتے اور حرام کھاتے ہو۔ اس پر تمام بستی کے مسلمانوں نے جمع ہو کر اس سے پوچھا تو تمام مسلمانوں کو کہا کہ تم سب سور کھاتے ہو۔ اور کہا کہ اجرت پر امامت

جائز نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کا قول کہاں تک صحیح ہے؟ کیا تعزیہ داری درست ہے اور اجرت پر امامت جائز نہیں؟ اور جو تمام مسلمانوں کو سود کھانے والا بولے تو وہ گنہگار ہے فاسق ہے یا نہیں اسے توبہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ مسلمانوں کو ایسے شخص سے برتاؤ کیا رکھنا چاہئے؟ ایک مسلمان کی آمدنی کھیتی و تجارت سے بھی ہے اور سود سے بھی ہے ایسے شخص کے یہاں کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اگر کسی مسلمان نے اس کے یہاں کھانا کھایا تو اس کو سود کھانے والا کہیں گے یا ایسا کہنا اس کو جائز ہے یا نہیں؟ شاہ مدار کے مہینہ سولہ چراغوں کی عید کرنا کتب فقہ سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: تعزیہ داری ناجائز ہے اور فتوٰی اس پر ہے کہ امامت پر اجرت لینا حلال ہے کما فی ردالمحتار وعامۃ الاسفار (جیسا کہ فتاوٰی شامی اور عام بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔ت) جس کے یہاں حلال و حرام دونوں طرح کی آمدنی ہے اس کا کھانا حرام نہیں ہوتا جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص کھانا حرام مال سے ہے۔

ذخیرہ و فتاوٰی عالمگیریہ میں امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے: بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ [1]۔ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی معین چیز کے حرام ہونے کو نہ جانیں۔

([1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ / ۳۴۲)

یہ دوسری بات ہے کہ سود خور کے یہاں کھانا اگرچہ حلال مال سے ہو چاہئے یا نہ چاہئے مگر مطلقاً اس کے کھانے والے کو سود کھانے والا کہنا شریعت پر افترا ہے اور عام مسلمانوں کو ایسا کہنا اور زیادہ شیطانی لفظ ہے اس پر توبہ فرض ہے اور مسلمانوں سے معافی مانگے، اگر نہ مانے اور اصرار کئے جائے تو وہ فاسق ہے اس سے وہی برتاؤ چاہئے جو ایک فاسق سے کرنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ [2]۔ جس نے کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

(۲؎ المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۴/ ۳-۲۷)

اس نے اتنے مسلمانوں کو ایذا دی بے شک وہ ظالم ہوا اور ظالم کے پاس بیٹھنے کو قرآن عظیم میں منع فرمایا، قال اللہ تعالٰی: واما ینسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین ۳؎۔ اگر تمہیں شیطان بھلادے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو (ت)

(۳؎ القرآن الکریم ۶/ ۶۸)

یہ سولہ چراغوں کی عید کیسی ہوتی ہے اس میں کیا کیا جاتا ہے کیا نیت ہوتی ہے ہمارے دیار میں یہ بالکل نہیں اس کا حال کبھی سننے میں نہیں آیا تفصیل ہونے پر جواب ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

تعزیہ پرچڑھاوا چڑھانا یا مرثیہ پڑھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، اگر کوئی شخص تعزیہ بنائے یا تعزیہ پر چڑھاوا چڑھائے یا مرثیہ پڑھے یا مرثیہ کی مجلس میں شریک ہو یا باجا بجائے بجوائے یا اس میں شریک ہو یا شیرینی تقسیم کرے یا کھائے یا کھلائے یا تاریخ مقرر کرکے خیرات کرے، محرم کی ساتویں نویں دسویں تاریخ کو یہ باتیں مذہب اسلام میں جائز ہیں یا نہیں؟ اگر جائز ہیں تو کیا ثبوت ہے ثبوت مع نام کتاب صفحہ وسطر اور قرآن وحدیث سے ہو اگر نا جائز ہو تو بھی ثبوت مع صفحہ وسطر قرآن وحدیث سے تحریر فرمائیں۔

الجواب: شیرینی تقسیم کرنا، کھانا کھلانا، فاتحہ دینا، نیاز دلانا اگرچہ تعین تاریخ کے ساتھ ہو جبکہ اس تعین کو واجب شرعی نہ سمجھے یہ باتیں شریعت میں جائز ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ ۱؎۔ جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانا چاہئے۔

(۱؎ صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب الرقیۃ من العین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/

امام بدرالدین محمود عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں خوبی ایصال ثواب پر اجماع امت نقل فرمایا ہے اور فرمایا اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے، باقی جو باتیں سوال میں ہیں تعزیہ اور باجا اور مرثیہ اور مرثیہ کی مجلسیں اور تعزیہ کا چڑھاوا یہ سب ناجائز و بدعت و گناہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اول محرم کا جاری ہونا شاہ تیمور کے وقت سے ہوا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول محرم کا جاری ہونا شاہ تیمور کے وقت سے ہوا جب سنت و جماعت نہیں تھا وہاں کے روضوں کی تصویریں جو منسوب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے تھے اُترواکر رکھ کر شاہ اپنا خیال پورا کرلیتا تھا اور چونکہ یہ امر بھی حکم خداو نیز کسی حدیث نبوی سے ثابت نہیں ہے اس لئے وہ کیا حکم رکھتا ہے اور جبکہ محرم کو جاہل لوگ سجدہ کرتے ہیں اور منتیں لوگ تازیوں پر از قسم اناج پکا ہوا یا شیرینی چڑھاتے ہیں فاتحہ دیتے ہیں تازیہ کے ساتھ باجہ ہوتا ہے اور مرثیہ انیس وغیرہ کے جو سنی نہیں ہیں ان کی تصنیف کے جو اصل واقع کے برخلاف طویل ہیں وہ سُر راگنی اور کئی آواز سے ڈھپ سے پڑھتے ہیں بازار گلی کوچوں میں آل عبا کی عورتوں کی حالت وہ بیان کرتے ہیں معاذ اللہ تازیوں پر روٹی پکوا کر رکھتے ہیں کربلا ایک مخصوص جگہ مقرر کر کے وہاں روٹی بانٹتے ہیں اکثر یہاں بھی آگے پیچھے کی بحث میں لڑائیاں ہوجاتی ہیں عورتیں اکثر مسلمانوں کی بلا پردہ تازیوں پر جاتی ہیں تازیوں کا سوم چہلم کرتے ہیں فاتحہ دلاتے ہیں معذرات گروہ تازیہ داری یہ ہیں ہمیشہ سے یہی رسم جاری ہے ناتعلیم یافتہ کہتے ہیں کہ ہم سجدہ نہیں کرتے محض یادگاری امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و شہیدان و شب کربلا بناتے ہیں اور تازیہ کی وجہ سے صدقہ ہوتا ہے تازیہ یادگاری کا باعث، بعض کہتے ہیں پھری گدکہ کھیلنے کا موقع ملتا ہے، نتیجہ صدہا سال سے یہ نکل رہا ہے کہ جابجا لڑائی دنگہ فساد اس تازیہ کے بدولت ہوتے ہیں، امروہہ کا واقعہ قریب کا ہے جس میں بہت سے مسلمان جیل خانہ گئے قتل بھی ہوا ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا مقدمہ بازی میں خرچ ہو

ابہت سے گھر ویران ہوگئے۔ پس گزارش عالمان ومفتیان شرع سے ہے کہ تازیہ بنانے والے، ہمدردی کرنے والے، باجہ بجانے والے، اس گروہ میں شامل ہونے والے، اس طریقہ متذکرہ بالا کہ بموجب صدقہ کے نام سے خرچ کرنے والے کس امر کے مستحق ہیں اور اس طریقہ سے خرچ کسی مد میں شمار ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: تعزیہ جس طرح رائج ہے ضرور بدعت شنیعہ ہے، جس قدر بات سلطان تیمور نے کی کہ روضہ مبارک حضرت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحیح نقل تسکین شوق کو رکھی وہ ایسی تھی جیسے روضہ منورہ وکعبہ معظمہ کے نقشے اس وقت تک اس قدر حرج میں نہ تھا اب بوجہ تشبیع وشبیہ اس کی بھی اجازت نہیں، یہ جو باجے، تاشے، مرثیے، ماتم، برق پری کی تصویریں، تعزیے سے مرادیں مانگنا اس کی منتیں ماننا، اسے جھک جھک کر سلام کرنا، سجدہ کرنا وغیرہ وغیرہ بدعات کثیرہ اس میں ہوگئی ہیں اور اب اسی کا نام تعزیہ داری ہے یہ ضرور حرام ہے دبیر وانیس وغیرہ اکثر روافض کے مرثیے تبرا پر مشتمل ہوتے ہیں اگر چہ جاہل نہ سمجھیں اور نہ بھی ہو تو جھوٹی ساختہ روایتیں خلاف شرع کلمات اہل بیت طہارت کی معاذ اللہ نہایت ذلت کے ساتھ بیان اور سرے سے غم پروری کے مرثیے کس نے حلال کئے۔

حدیث میں ہے: نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی ا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔

(ا۔ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث عبداللہ بن ابی اوفی المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۵٦)

اور اس کے سبب صدقہ خیرات ہونا جھوٹا عذر ہے اللہ کے بندے کہ تعزیہ وغیرہا بدعات کو حرام جانتے ہیں نیاز وخیرات کرتے ہیں ربیع الاول شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیازیں ہوتی ہیں ربیع الآخر شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نیازیں ہوتی ہیں ان میں کون سا تعزیہ ہوتا ہے اور بفرض غلط اگر تعزیہ ہی باعث خیرات ہو تو خیرات ایک مستحب چیز ہے اور بدعات حرام، مستحب کے لئے حرام حلال نہیں ہوسکتا، عجب ان سے کہ مستحب نہ کریں

گے جب تک حرام اس کی یاد نہ دلائے، پھری گدکا ایک مباح بات ہے، مباح کے لئے حرام کیونکر حلال ہوسکتا ہے غرض عذرات سب بیہودہ ہیں اور ان افعال کے مرتکب سب گنہگار اور انہیں مدد دینا ناجائز اور علم تعزیے تخت میں جو کچھ صرف ہوتا ہے سب اسراف وحرام اور تعزیے کی نیاز لنگر کا لٹانا روٹیوں کا زمین پر پھینکنا پاؤں کے نیچے آنا سب بیہودہ ہے ہاں نیاز کے طور پر سب بدعات سے بچ کر حضرات شہدائے کرام کی نیاز کریں تو عین برکت وسعادت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ جس طرح رائج ہے نہ ایک بدعت مجمع بدعات ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مدعی حنفیت کہتا ہے کہ تعزیہ چونکہ نقشہ ہے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مقدسہ کا، اور منسوب ہے سیدنا امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف، لہٰذا اس کا بنانا امر ضروری ہے اور باعث ثواب وقابل تعظیم وذریعہ نجات ہمارے لئے ہے اور جو شخص ان کی تعظیم وبنانے کا مخالف ہے وہ یزید ہے پس امور ذیل تحقیق طلب ہیں:

(۱) تعزیہ بنانا جائز ہے یا بدعت اور حرام اور باعث ثواب وتعظیم ہے یا باعث عذاب نار جحیم ہے۔

(۲) اس کے بنانے میں کسی قسم کی امداد جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اس کا بنانے والا فاسق مشابہ اہل تشیع ہے یا نہیں اور برتقدیر حرام وبدعت اس کا جائز سمجھنے والا کافر ہے یا اشد فاسق؟

(۴) مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بھی اس کا ثبوت ہے یا نہیں برتقدیر ثانی اس کا بنانے والا متبع امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے یا نہیں اور اس کا یہ دعوی کہ میں حنفی ہوں جس سے عوام بھی تعزیہ بنانے کی طرف راغب ہوتے ہیں یہ دھوکا دینا ہے یا نہیں اور باعث گمراہی ہے یا نہیں؟

(۵) ایسے شخص کو اگر حنفی لوگ اپنا پیشوا و پیر بنائیں تو جائز ہے یا حرام، اور مریدین پر فسخ بیعت

واجب ہے یا نہیں اور ایسے شخص کی اقتدا فی الصلوٰۃ جائز ہے یا مکروہ بکراہت تنزیہی یا تحریمی یا حرام؟

(۶) منکرین تعزیہ کو یزید یا بددین کہنا کیسا ہے اگر منکرین محل اس طعن وتشنیع کے نہیں ہیں تو یہ قول خود قائلین کی طرف رجوع کرتا ہے یا نہیں یعنی اس کا وبال وگناہ قائلین پر کتنا ہوگا اور حدیث شریف کے اس قاعدے کے تحت میں داخل ہوں گے یا نہیں کہ اگر کسی کو کافر کہے اور وہ فی الحقیقت ایسا نہیں تو قائل خود کافر ہوتا ہے۔

(۷) بانی تعزیہ چونکہ عام مسلمانوں کے حضوری کا باعث ہوتا ہے پس برتقدیر حرام وبدعت حاضرین وبانی دونوں گناہ میں مساوی ہیں یا اکمل وانقص ہیں۔

الجواب: تعزیہ جس طرح رائج ہے نہ ایک بدعت مجمع بدعات ہے نہ وہ روضہ مبارک کا نقشہ ہے اور ہوتو ماتم اور سینہ کوبی اور تاشے باجوں کے گشت اور خاک میں دبانا یہ کیا روضہ مبارک کی شان ہے اور پریوں اور براق کی تصویریں بھی شاید روضہ مبارکہ میں ہوں گی امام عالی مقام کی طرف اپنی ہو سات مخترعہ کی نسبت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین ہے کیا توہین امام قابل تعظیم ہے۔ کعبہ معظمہ میں زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے سیدنا ابراہیم وسیدنا اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں بنائیں اور ہاتھ میں پانسے دئے تھے جن پر لعنت فرمائی اور ان تصویروں کو محو فرمادیا یہ تو انبیائے عظام کی طرف نسبت تھی کیا اس سے وہ ملعون پانسے معظم ہوگئے یا تصویریں قابل ابقاء۔ اور اسے ضروری کہنا تو اور سخت تر افترائے اخبث ہے وہ بھی کس پر شرع مطہر پر،

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون اھ۔ بے شک جو اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی کامیاب اور بامراد نہ ہوں گے۔

اوراس کے منکر کو یزید کہنا رفض پلید ہے تعزیہ میں کسی قسم کی امداد جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اھ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے

کی مدد نہ کیا کرو۔

(۱؎ القرآن الکریم ۱۰/۶۹) (۱؎ القرآن الکریم ۵/۲)

طریقہ مذکورہ ضرور فسق واتباع روافض اور تعزیہ کو جائز سمجھنا فسق عقیدہ مگر انکار ضروریات دین نہیں کہ کافر ہو نہ اس سے حنفیت زائل ہو کہ گناہ مزیل حنفیت ہو تو سوا اجلہ اکابر اولیاء کے کوئی حنفی نہ ہو سکے معتزلہ اصولاً بددین تھے اور فروعاً حنفی، جو قول باطل دوسرے کو کہا جائے اس کا وبال قائل پر آتا ہے بعینہ وہی قول پلٹنا مطلق نہیں کسی کو ناحق گدھا کہنے سے قائل گدھا نہ ہو جائے گا، یوہیں کسی مسلمان سنی کو یزید کہنے والا یزید نہ ہو جائے گا بلکہ اس میں روافض کا پیرو۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اس سے بیعت ممنوع و نا قابل ابقا۔ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا گناہ ہے اور بانی دواعی پر اُن سب کے برابر۔ لاینقص من اوزارھم شیئ ۲؎ (اوران کے گناہوں میں سے کچھ کمی نہ ہوگی۔) واللہ تعالٰی اعلم

(۲؎ صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ حسنۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۱)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانے اور ان پر ملیدے چڑھانے اور ایسی مجلسیں کرنا کہ جس میں اہلبیت کی فضیحت اور رسوائی ہو اور نتیجہ یہ ہو کہ ان کو سجدے کئے جائیں اور منتیں ان سے مانگی جائیں، یہ فعل یا اس فعل میں شرکت کرنے والے کیسے ہیں جائز ہیں یا ناجائز؟ حالانکہ مسئلہ اصول کا ہے کہ فعل مستحب جب کسی لوازم کی وجہ سے وہ اپنے درجہ کو چھوڑ کر واجب یا فرضیت میں آجائے تو اس وقت اس کا ترک مستحب ہے تو اب بنابر اصول کہ یہ مسائل مذکورہ بالا جائز ہیں یا نہیں نقصان ہے؟ مدلل تحریر کیجئے۔

الجواب: تعزیہ ناجائز ہے اور ایسی مجلس جس میں معاذ اللہ توہین اہلبیت کرام ہو قطعاً حرام اور ان میں شرکت ناجائز و حرام۔ واللہ تعالٰی اعلم

تعزیہ بنا کے نکالنا، اس کے ساتھ ڈھول نقارے بجانا، قبر کی صورت بنا کر جنازہ کی طرح نکالنا، اس پر پھول وغیرہ چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب: یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بچوں کو سبز کپڑے پہنانے اور ان کے گلوں میں ڈوریاں باندھ کر ان کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقیر بنانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ محرم میں تعزیہ بنانا اور اس سے منتیں مرادیں مانگنی، علَم اٹھانے، مہندی چڑھانا، بچوں کو سبز کپڑے پہنانے اور ان کے گلوں میں ڈوریاں باندھ کر ان کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقیر بنانا، دس روز تک سوگوار رہنا، اور اس کے بعد سوئم اور دسواں چالیسواں کرنا، ایسے مرثیوں کا پڑھنا جس میں اہلبیت کے سر پیٹنے اور بین کرنے، خلاف شرع امور کا ذکر ہے، اور یہ کہ ان مراسم کی ادائیگی کو حب اہلبیت سمجھنا عام طور سے ہمراہیان یزید کو لعین مردود کافر کہنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنا اور اس کو مقتضائے حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھنا، حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جملہ انبیاء سے بھی رتبہ میں بڑھ کر سمجھنا بایں خیال کہ حضرات صوفیہ کرام نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے اور ایسا سمجھنے کو عین ایمان کہنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی صحابی کو برا کہنا رفض ہے۔ ہمراہیان یزید یعنی جو ان مظالم ملعونہ میں اس کے ممد و معاون تھے ضرور خبیث و مردود تھے، اور کافر و ملعون کہنے میں اختلاف ہے، ہمارے امام کا مذہب سکوت ہے، اور جو کہے وہ بھی مورد الزام نہیں کہ یہ بھی امام احمد وغیرہ بعض ائمہ

اہلسنت کا مذہب ہے، سوم، دسواں، چالیسواں ایصال ثواب ہیں اور یہ تخصیصات عرفیہ ہیں اور ایصال ثواب مستحب، باقی مراسم کہ سوال میں مذکور ہوئے سب ممنوع و ناجائز ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

کچھ اہم سوالات تعزیہ کے بارے میں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین جزاہم اللہ تعالٰی خیر الجزاء عن المسلمین ان مسائل میں کہ:

(۱) حضرت قاسم بن حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کا نکاح جناب کبرٰی بنت حسین علیہ السلام سے بروز عاشورہ بمقام کربلا ہوا تھا یا نہیں اور روایات صحیح سے ثابت ہے یا نہیں، نزدیک اہلسنت وجماعت کے؟

(۲) تعزیہ داری کس وقت سے جاری ہے؟

(۳) تعزیہ داری مروجہ، شب شہادت کو روشنی وغیرہ کرنا، بروز عاشورہ تعزیہ کو دفن کرنا، بروز ۱۲ محرم سوم کی فاتحہ دینا یوم عاشورہ کے حساب سے چالیسواں کرنا اہلسنت وجماعت کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ایسی مجلسوں میں شریک ہونا جس میں مرثیہ وغیرہ ہوتے ہیں؟

(۵) جو لوگ ڈھول تاشے بجاتے ہوں ان کو سبیل کا شربت پلانا یا میلہ میں سبیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی سبیل موجب ثواب ہوگی یا موجب عذاب؟

(۶) بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کی زوجہ جناب شہربانو کہاں گئیں؟

(۷) حضرت مسلم کے صاحبزادے کوفہ میں شہید ہوئے یا نہیں؟ تاریخ طبری میں ہے کہ کوفہ میں صاحبزادے ہمراہ نہ تھے۔

(۸) قوالی کا سننا کن اشخاص کو جائز ہے؟

(۹) تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۰) اگر تعزیہ بنائے تو کس قدر گناہ ہے؟

(۱۱) انگوٹھے چومنا وقت تلاوت آیہ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ا۔ (محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ت) اور اذان میں لفظ اشھد انّ محمداً رسول اللہ پر جائز ہے یا نہیں؟

(ا۔ القرآن الکریم ۳۳/۴۰)

(۱۲) بعد شہادت کس قدر سر مبارک دمشق کو روانہ ہوئے تھے اور کس قدر واپس آئے؟

(۱۳) مہندی وغیرہ کا کس وقت سے رواج ہے؟

الجواب:

(۱) اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۲) بہت جدید، ہندوستانیوں کی ایجاد ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۳) فاتحہ ہر وقت جائز ہے اور تعزیہ وغیرہ بدعات ناجائز۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۴) حرام ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۵) پانی یا شربت ہر مسلمان کو پلا سکتے ہیں اور میلہ میں سبیل نہ لگائی جائے، نہ اس وجہ سے کہ سبیل کی مخالفت ہے بلکہ میلہ میں شرکت کی۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۶) مدینہ طیبہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۷) یہ نہ مجھے اس وقت یاد، نہ تاریخ دیکھنے کی فرصت، نہ اس سوال کی حاجت۔

(۸) قوالی مع مزامیر سننا کسی شخص کو جائز نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۹) ناجائز۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۱۰) بدعت کا جو گناہ ہے وہ ہے، گناہ کی ناپ تول دنیا میں نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۱۱) اذان سنتے وقت جائز بلکہ مستحب ہے اور آیہ کریمہ سنتے وقت جس طرح رائج ہے نا جائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۱۲) حدیث میں فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتیں چھوڑے۔

(۱۳) مہندی نا جائز ہے اور اس کا آغاز کسی جاہل سفیہ نے کیا ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم

زید خود بھی تخت الم تعزیہ وغیرہ دیکھنا جائز رکھتا ہے اور مستورات کو اس قسم کے ہنگاموں میں جانے سے منع نہیں کرتا بلکہ بچوں کو بھی خواہ بنظر ثواب خواہ بخیال تماشہ اپنے ساتھ لے جاکر دکھاتا ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید خود بھی تخت الم تعزیہ وغیرہ دیکھنا جائز رکھتا ہے اور مستورات کو اس قسم کے ہنگاموں میں جانے سے منع نہیں کرتا بلکہ بچوں کو بھی خواہ بنظر ثواب خواہ بخیال تماشہ اپنے ساتھ لے جاکر دکھاتا ہے علمائے دین متین اور حامیان سنت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کیا فتوی دیتے ہیں ایسے لوگوں سے جن کا یہ خیال ہے کہ فقیر بن کر سلسلہ میں شامل ہو جائے اور یہ عقیدہ ہے کہ اس طرح اولاد کا تحفظ اور بیمہ جان کا ہو جاتا ہے، کیا ہونا چاہئے، فقیر مذکور کو بھیک دینے اور پیسہ دینے کا کیا حکم ہے اور عقیدہ اور عمل بالا کو کیسا جاننا چاہئے؟ بینوا توجروا

الجواب: تخت علم تعزیے وغیرہ سب ناجائز ہیں اور ناجائز کام کو بطور تماشہ دیکھنا بھی حرام لان ماحرم فعلہ حرم التفرج علیہ (اس لئے کہ جس کام کا کرنا حرام ہے اس پر خوشی منانا بھی حرام ہے۔ت) اور بچوں کو دکھانے کا بھی گناہ اسی پر ہے کمافی الاشباہ وغیرہ (جیسا کہ اشباہ وغیرہ میں ہے۔ت) اور عورتوں کو ایسے جلسوں میں جانے کی اجازت دینی حرمت کے سوا سخت بے حرمتی اور نہایت بے

غیرتی بھی ہے وفی الخلاصۃ والدر وغیرھما ان اذن کانا عاصیین ۲؎ (خلاصہ، درمختار اور ان دو کے علاوہ دوسری کتب فقہ میں مرقوم ہے، اگر مرد نے (اپنی اہلیہ کو ناجائز کام کی) اجازت دی تو میاں بیوی دونوں گنہگار ہوں گے۔ت) اور اس کو ثواب سمجھنا گناہ کے علاوہ فساد عقیدہ بھی ہے، والعیاذ باللہ تعالٰی،

(۲؎ خلاصۃ الفتاوی کتاب النکاح الفصل الخامس عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲ / ۵۳)

سلسلہ اولیائے کرام میں کسی ایسے شیخ کے ہاتھ پر داخل ہونا کہ عالم سنی متصل السند غیر فاسق ہو ضرور برکت عظیمہ ہے دنیا و آخرت میں اس کے منافع بے شمار ہیں اور اس سے زیادت عمر کی امید رکھنا بھی بیجا نہیں کہ وہ بڑی یعنی نکوئی ہے اور نکوئی سے رزق بڑھتا ہے عمر میں برکت ہوتی ہے اور یہ کوئی جاہل سے جاہل بھی نہ سمجھے گا کہ اب موت محال ہوگئی، ہاں بھیک مانگنے کے لئے فقیر بنانا حرام ہے اور بے ضرورت شرعیہ ومجبوری محض بھیک مانگنا حرام، اور جو بلاضرورت مانگے اسے دینا بھی حرام لکونہ اعانۃ علی المعصیۃ کما فی الدر المختار (اس لئے کہ یہ بھیک دینا (اس لئے حرام ہے کہ) یہ گناہ کے کام پر دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم

خاتمہ

یہ ہیں وہ عظیم الشان لائق تقلید وعمل تعلیمات امام احمد رضا خاں محقق بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ ۔لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ آج ہم ان تعلیما ت سے کوسوں دور ہوکر " بے جا غیر شرعی رسموں " کو اپنے معاشرہ میں رائج کر چکے ہیں۔ اور اس پر فخر سے عمل کر کہ خود کو سچا، پکا " عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم " و" عاشق امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ " شمار کرواتے ہیں۔ اور مخالفین اسی کا فائدہ اٹھا کر " مسلک اعلٰی حضرت " و" امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ " کو گوں کے سامنے غلط ڈھنگ سے پیش کرتے ہیں۔ اگر ہم ان تعلیمات پر عمل کرنا شروع

کردیں تو یقیناً مخالفین کا منہ خود بہ خود بند ہوجائے گا۔ اور اکناف عالم میں امام احمد رضا خاں کی حقیقی شخصیت "نصف النہار شمشی" کی طرح ابھر کر جلوہ گر ہوجائے گی۔

مولانا مرغوب حسن قادری اعظمی اپنے مقالہ "امام احمد رضا ایک مظلوم مصلح" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "آج امام احمد رضا مظلوم، اسلئے مظلوم کہ اس نے اپنے زور قلم سے جن فتنوں کو مسمار کردیا تھا آئے دن ان کی شر انگیزیاں پھر ابھر رہی ہیں تو کیا ہمارا جذبہ ملی یہی ہے کہ ہم ساحل پر بیٹھ کر اپنے عظیم محسن کے ڈوبتے سفینے کو نذر بھنور کردیں۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ ان کے منتشر پاروں کو یکجا کریں اور دنیا کے سامنے پھر سے اس کی صدائے غیبی کو اک بار پیش کردیں۔ جس نے اس چودھویں صدی کے ہوش ربا دور میں اپنے عیش و آرام کو بھینٹ چڑھا کرامت کے لئے ایک مشعل راہ ایک شمع فروزاں، ایک شمع ہدایت روشن کردیا تھا خدا ہمارے دلوں کو اس عظیم محسن کی بارگاہ سے وابستہ رکھے۔

تیری بھیگی ہوئی پلکوں کے نثار
کیا مرا درد جگر یاد آیا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁
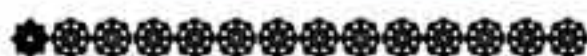
محمد رضا مرکزی

الجامعۃ القادریہ نجم العلوم

پلاٹ ۱۴، سروے ۹۳، نیا اسلامپورہ، مالیگاؤں ناسک ۴۲۳۲۰۳